رسول اسلامؐ کی سنت اور مسلمانوں کا عقیدۂ تکفیر۔ایک تجزیہ

علی رضا سبحانی
مترجم: منہال حسین

آج عالم اسلام بلکہ پوری دنیا تکفیری فتنہ کی شکار ہے لہٰذا تمام علماء اور علوم اسلام کے ماہرین پر واجب ہے کہ وہ اس موضوع کے بارے میں کانفرنس اور متعدد جلسات منعقد کریں۔

اس مقالہ میں کوشش کی گئی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فریقین کے علماء کی نگاہ میں اس فتنہ کی حقیقت روشن ہوجائے۔ مقالہ کے آخر میں اہلبیتؑ کی ہدایتوں کی روشنی میں تمام اسلامی فرقوں کے ماننے والوں کی محبت آمیز زندگی کو بیان کیا گیا ہے۔

بنیادی کلمات : تکفیر، اہلبیتؑ، پیغمبرؐ کی سنت، علمائے اسلام۔

پیغمبر اکرم ﷺ سے بے شمار روایتیں وارد ہوئی ہیں جن میں کلمہ شہادتین پڑھنے والوں کو کافر کہنے سے منع کیا گیا ہے، چہ جائیکہ ایسے شخص کو کفر سے منسوب کیا جائے جو دینی احکام اور شریعت کا پابند ہو۔

ایسی حدیثوں کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

۱۔ ابن نجار، ابن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بنی الاسلام علی خصال: شهادة ان لا اله الا الله و ان محمّدا رسول الله والاقرار بما جاء من عند الله الی... فلا تکفروهم بذنب ولا تشهدوا علیهم بشرک'' (متقی ہندی، کنز العمال، ج ۱، ص ۹۲ شمارہ۔ ۳۰)

اسلام کی بنیاد چند چیزوں پر قائم ہے: خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنا (یعنی لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینا (یعنی محمد رسول اللہ کی گواہی دینا)، اور ہر اس چیز پر ایمان لانا جو خدا کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا جو بھی مذکورہ

تینوں چیزوں کا پابند ہو اور ان پر عقیدہ رکھتا ہو اسے گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے کافر نہ کہو اور اس کے شرک کی گواہی نہ دو۔

۲۔ جناب ابو داؤد نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ایما رجل مسلم اکفر رجلا مسلما فان کان کافرا و الاّ کان ھو الکافر" ۱

جب بھی کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے تو اگر وہ کافر ہو تو کوئی بات نہیں لیکن اگر کافر نہ ہو تو کہنے والا کافر ہوگا۔

۳۔ جناب مسلم، نافع سے اور انہوں نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذا کفّر الرجل اخاہ، فقد باء بھا احدھما" ۲

جب بھی ایک مسلمان شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو کفر کی نسبت کا گناہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی گردن پر ہوگا۔

جناب ابن عبد البر کہتے ہیں:

جملہ "فقد باء بھا احدھما" کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جسے کافر کہا گیا ہے اگر وہ واقعی کافر ہوا تو اس کے کفر کا وبال خود اسی کافر کے سر پر ہے اور کافر کہنے والے پر کچھ بھی نہیں ہے، اسلئے کہ اس نے جو بات کہی ہے وہ ایک حق بات تھی لیکن اگر جسے کافر کہا گیا ہے وہ کافر نہ ہو تو کافر کہنے والا ایک عظیم گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور کفر کا وبال اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ یہ تعبیر کسی اہل قبلہ اور ایک فرد مسلمان کو کافر کہنے سے منع کرنے کی سب سے واضح اور بلیغ تعبیر ہے۔ ۳

۴۔ جناب مسلم، عبد اللہ بن دینار اور وہ ابن عمر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایما امرۃ قال لاخیہ یا کافر، فقد باء بھا احدھما، ان کان کما قال والا رجعت علیہ" ۴

اگر کوئی شخص اپنے دینی بھائی کو کافر کہے تو اس خطاب کا گناہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے ذمہ ہوگا، اگر کہنے والا سچا ہوا تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ نسبت جھوٹی ہوئی تو اس گناہ کا وبال اسی کی طرف پلٹ جائے گا۔

۵۔جناب بخاری " دوران جاہلیت کے وہ گناہ جن کے ارتکاب سے کوئی کافر نہیں ہوتا مگر یہ کہ شرک آمیز عمل کا ارتکاب کرے" کے باب میں پیغمبر اکرم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ "پیغمبر اکرم ﷺ ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :" میں تمہارے اندر جاہلیت کے آثار مشاہدہ کررہا ہوں اور خداوند عالم فرماتا ہے:

"انّ اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء" ۵ و ۶

خداوندعالم ہرگز شرک کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے "۔

۶۔ جناب ترمذی، نائب ابن ضحاک سے ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: " لیس علی العبد نذر فیما لایملک، ولا عن المومن کقاتلہ ومن قذف مومنا بکفر، ھو کقاتلہ" ۷

کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے مال سے کوئی نذر کرے اور ایک مومن پر لعنت بھیجنے والا اس کے قاتل جیسا ہے اور جو بھی کسی مومن کی طرف کفر کی نسبت دے گویا ایسا ہے کہ اس نے اسے قتل کردیا ہے۔

۷۔جناب بخاری ایک دوسرے مقام پر ایک روایت حضرت ابوذر سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"قال رسول اللہ لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدّت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک " ۸

کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف کفر و فسق کی نسبت نہیں دیتا کیونکہ اگر وہ کافر نہیں تو یہ نسبت خود اس نسبت دینے والے کی طرف پلٹ جاتی ہے۔

۸۔ مسلم نیشاپوری جناب ابوذر سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدواللہ ولیس کذلک إلاّ حار علیہ" ۹

جو بھی کسی کو کافر کہے یا اسے کہے اے دشمن خدا ! لیکن جسے کہا جارہا ہے وہ ایسا نہ ہوتو یہ نسبت خود کہنے والے کی طرف پلٹ جاتی ہے ۔

جناب ابن حجر عسقلانی اس روایت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

'''اس روایت کے سلسلہ میں صحیح بات تو یہ ہے کہ اس روایت کے ذریعہ مسلمانوں کو کسی دوسرے مسلمان کے لئے " کافر"کی تعبیر استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے ... اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کفر کی نسبت خود کہنے والے کی طرف پلٹ جاتی ہے ، لیکن جو چیز پلٹتی ہے وہ کفر کی نسبت ہے نہ خود کفر ، گویا کہ کافر کہنے والے نے اپنی ہی طرف کفر کی نسبت دی ہے اس لئے کہ اس نے ایک ایسے شخص کی طرف کفر کی نسبت دی ہے جو خود اسی کے جیسا ہے اور اس طرح اس کی طرف کفر کی نسبت دی ہے کہ جس طرح ایک دین اسلام کے منکر کی طرف دی جاتی ہے ۔ [۱۰]

۹۔جناب بیہقی (سنہ وفات ۴۵۸) لکھتے ہیں:

"سئل علی ﷺ عن اهل النهروان... قال اخواننا بغوا علینا "

ابو البختری سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین علی علیہ السلام سے اہل جمل کے سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ لوگ مشرک ہیں؟ حضرتؑ نے جواب میں فرمایا :وہ لوگ شرک سے دور ہیں،پھر سائل نے سوال کیا :کیا وہ لوگ منافق ہیں؟ امام نے جواب میں فرمایا :منافق وہ لوگ ہیں جو بہت کم خدا کو یاد کرتے ہیں ...وہ لوگ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے" [۱۱]

۱۰۔ جناب طبرانی (سنہ وفات ۳۶۰) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا :اگر کوئی شخص کسی لا الہ الا اللہ کہنے والے کو کافر کہے تو وہ خود کفر سے بہت نزدیک ہے۔"

جناب سعید بن مسیب ، عبد للہ ابن عمر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

آنحضرتؐ نے فرمایا:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفوا عن اھل لا الہ الا اللہ لا تکفر وھم بذنب ، فمن اکفر اھل لا الہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب" ۱۲

لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے بازرہواور انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے کافر نہ کہو اس لئے کہ اگر کوئی انہیں کافر کہے گاتو وہ خود کفر سے بہت نزدیک ہوگا "۔

جناب طبرانی پیغمبر اکرم ﷺ کے کسی ایک صحابی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ہرگز کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا ہے اور نقل کرتے ہیں:

ابوسفیان نے جابربن عبد اللہ سے سوال کیا: کیا تم نے کبھی اہل قبلہ کو کافر کہا ہے ؟ جواب دیا : نہیں ، پھر میں نے سوال کیا: کیا ابھی تک آپ نے کسی اہل قبلہ کو مشرک کہا ہے؟ جواب دیا :اس نسبت سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں"۔ ۱۳

تکفیر، علمائے اسلام کی نظر میں

ابھی تک ہم پیغمبر اکرم ﷺ اور امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں کلمہ شہادتین کا اقرار کرنے والوں کو کفر کی نسبت دینے کی ممنوعیت سے باخبر ہوئے ، اب علمائے اسلام اور دانشمندوں کے نظریات اور اقوال سے باخبر ہونے کی ضرورت ہے کہ کس طرح انہوں نے اہل قبلہ کی طرف کفر کی نسبت دینے سے منع کیا ہے ، ہم یہاں پر بطور اختصار بعض علماء کے اقوال کو بیان کریں گے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ اہلسنت کے متعصب علماء بھی اہل قبلہ کی طرف کفر کی نسبت دینے والوں سے برائت کا اعلان کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

۱۔ دوسری اور تیسری صدی کے فقہاء

اہل سنت کے عظیم فقہاء جیسے ابن ابی لیلیٰ ، ابو حنیفہ ، شافعی ، سفیان ثوری اور داؤد بن علی کا اس بات پر اتفاق تھا کہ کسی بھی شخص کو کسی عقیدے یا فتوے کی بناپر کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ خطاکار کے لئے ایک جزاء اور غیر خطاکار کے لئے دو جزائیں ہیں۔ ۱۴

۲۔ ابن زاہر سرخسی

ابوالحسن اشعری کے مخصوص شاگرد اور فرقہ اشاعرہ کے سربراہ احمد ابن زاہر سرخسی کہتے ہیں:

"ہمارے استاد شیخ ابوالحسن اشعری ہمارے گھر میں بستر علالت پر تھے ، جب انہیں احساس ہوگیا کہ ان کا وقت آخر آپہنچا ہے تو مجھے بلایا اور کہا : میرے تمام شاگردوں اور چاہنے والوں کو بلاؤ اور انہیں حاضر کرو ، میں نے سب کو بلایا اور وہ سب استادکے گرد اکٹھا ہوگئے ، جب وہ سب حاضر ہوگئے تواستاد نے فرمایا : "اشھدوا علی انی لا اقول بتکفیر احد من اهل القبلة بذنب لانی رایتھم کلھم یشیرون الی معبود واحد والاسلام یشملھم ویعمھم" ۱۵

گواہ رہنا کہ میں نے ہرگز کسی اہل قبلہ کو ان سے سرزد ہونے والے گناہوں کی وجہ سے کافر نہیں کہا اس لئے کہ میں نے ان سب کو دیکھا ہے کہ وہ سب ایک خدا کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور وہ اسلام کے دائرہ میں ہیں۔

۳۔ بغوی

بغوی (۵۱۶ ھ ق) جناب بخاری سے نقل ہونے والی روایت "امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ "... کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوگوں سے معاشرت میں ان کا ظاہر ،ایمان و کفر کا معیار ہے نہ کہ ان کا باطن " ۱۶

۴۔ قاضی عیاض

قاضی عیاض (سنہ وفات ۵۴۴) کتاب الشفاء میں حقوق مصطفی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یجب الاحتراز من التکفیر فی اهل التاویل ، فان استباحة دماء المسلمین الموحدین خطر ، والخطاء فی ترک الف کافر، اهون من الخطاء فی سفک محجمة من دم مسلم واحد"

وہ مسلمان جو ظواہر قرآن کی تاویل کرتے ہیں (شاید یہاں پر مراد یہ ہو کہ جو لوگ صفات خبریہ جیسے ید اللہ اور وجہ اللہ کی تاویل کرتے ہیں) ان کی طرف کفر کی نسبت دینے سے پرہیز کرنا چاہئے اسلئے کہ ان مسلمانوں کے خون کو مباح قرار دینا بہت خطرناک ہے جو خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں، لہٰذا ایک ہزار کافر کو ترک کرنے میں خطا کی قباحت کہیں کم ہےاس کام سے کہ خون حجامت کے برابر ایک مسلمان کا خون بہایا جائے۔ اس کے بعد تحریر کرتے ہیں جیسے ہی ایک شخص اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کرتا ہے تو رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کے

مطابق اس کی جان اور مال محترم ہوجاتے ہیں مگر یہ کہ اس کی جان و مال لینا برحق ہو جیسے کہ قصاص۔ ۱۷

۵۔ شہرستانی

محمد بن عبد الکریم شہرستانی (سنہ وفات ۵۴۸ ھ) مشہور و معروف کتاب" ملل و نحل " کے مصنف اپنی ایک دوسری کتاب" نہایۃ الاقدام فی علم الکلام" میں اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"ایک عام آدمی پر واجب ہے کہ اس کا عقیدہ ایسا ہو کہ اس مملکت میں خدا کا کوئی شریک نہیں ہے اور صفات میں اس کا کوئی نظیر نہیں ہے اور افعال میں اس کا کوئی ہمتا نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول ہیں جنہیں اس نے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اس لیے جب ایک آدمی مذکورہ باتوں پر ایمان لےآئے اور جو چیزیں پیغمبر اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہیں ان کا انکار نہ کرے تو وہ مومن ہوگا۔ ۱۸

۶۔ ابن عساکر حسن بن ہبۃ اللہ (سنہ وفات ۵۷۱ھ) جو ابن عساکر کی کنیت سے مشہور اور کتاب "تاریخ شام " کے مؤلف ہیں، تکفیر کے سلسلہ میں کچھ روایتیں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فھذہ الاخبار تمنع من تکفیر المسلمین فمن اقدم علی التکفیر فقد عصی سید المرسلین"

اس روایت میں مسلمانوں کو کافر کہنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے جو بھی کسی مسلمان کو کافر کہے تو اس نے سید مرسلین کے فرمان کی مخالفت کی ہے۔ ۱۹

۷۔ غزنوی حنفی

جمال الدین احمد بن محمد غزنوی حنفی (سنہ وفات ۵۹۳ ھ) اپنی کتاب " اصول الدین " میں تحریر فرماتے ہیں:

"لا نکفر احدا من اھل القبلۃ بذنب مالم تستحلہ و لا نخرج العبد من الایمان الا بجحود ما ادخلہ فیہ والایمان واحد واھلہ فی اصلہ سواء والتفاضل بینھم بالتقوی۔"

ہم کسی بھی اہل قبلہ کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ فعل حرام کے حلال ہونے کا قائل نہ ہوجائے اور ہم کسی بھی شخص کو ایمان کے دائرے سے اس وقت تک باہر نہیں گردانتے جب تک کہ وہ اس چیز کا انکار نہ کرے جو اس کے مومن ہونے کا باعث بنی ہو،

ایمان ایک واحد حقیقت کا نام ہے جس میں جملہ مومنین برابر ہیں اور صرف ان میں تقویٰ کا فرق ہے۔۔۔ " ۲۰؎

۸۔ فخر رازی (سنہ وفات ۶۰۶ ھ) کفر کی تعریف اس طرح کرتے ہیں : "پیغمبر اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار"، اس کے بعد فرماتے ہیں :

" فعلی هذا لانکفر احدا من اهل القبلة لان کونهم منکرین لما جاء به الرسول غیر معلوم ضرورة، بل نظر، وبالله التوفیق " ۲۱؎ اسی لئے ہم کسی بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے چونکہ جو چیزیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں وہ ان کا انکار نہیں کرتے بلکہ ایسے مقامات پر صبر و ضبط سے کام لینا چاہئے اور خدا سے طلب توفیق کرنی چاہئے۔

۹۔ نووی

ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی (سنہ وفات ۶۸۶ ھ)، صحیح مسلم کے شارح اس مسئلہ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں :

" واعلم ان مذهب اهل الحق انه لا یکفر احدا من اهل القبلة بذنب ولا یکفر اهل الاهواء والبدع " ۲۲؎

جان لو کہ اہل حق کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ کسی گناہ کے سبب کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہیں ، اسی طرح نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والوں اور اہل بدعت کو بھی کافر نہ کہیں۔

اس کے بعد اپنے مدعا کی دلیل حدیث پیغمبر ﷺ "امرت ان اقاتل الناس ۔۔۔" کو قرار دیتے ہوئے استدلال کرتے ہیں۔

۱۰۔ ابن تیمیہ

ابن تیمیہ (سنہ وفات ۷۲۸ ھ) مسلمانوں کو کافر کہنے کے سلسلہ میں عنوان "اهل السنة لا یکفرون اهل السنة بذنب وبدعه ولا یمنعون الصلاة خلفه" کے تحت کہتے ہیں :

" والاصل ان دماء المسلمین واموالهم واعراضهم محرمة من بعضهم علی بعض لاتحل الا باذن الله ورسوله " ۲۳؎

مسلمانوں کے مال و اسباب ، عزت و آبرو اور خون میں اصل حرمت ہے لہٰذا ان میں کوئی ایک بھی کسی کے لئے حلال نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ خدا اور اس کا رسولؐ اجازت دیدے۔

ابن تیمیہ نے اپنے مذکورہ دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے حجۃ الوداع کے موقع پر پیغمبر اکرم ﷺ کی حدیث سے اس طرح استدلال کیا ہے:

"ان دمائکم و اعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا۔۔۔" ۲۴

مسلمانوں کا خون اور عزت و آبرو ایک دوسرے پر حرام ہے بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج حرام ہے۔۔۔

ابن تیمیہ مذکورہ حدیث اور اسی جیسی دیگر حدیثوں کے پیش نظر جیسے "فقد باء بھما احدھما" مسلمان ہونے کا معیار کلمہ شہادتین کا اقرار اور اسلامی احکام کی ظاہری اتباع کو قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں : "وھذہ الاحادیث کلھا فی الصحاح"؛ یہ تمام حدیث صحاح میں موجود ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں: سلف کے درمیان جو اختلاف پائے جاتے ہیں ، ہرگز ان لوگوں نے ان جھگڑوں کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر نہیں کہا ، اس کے بعد ایک زبردست نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"حضرت علی علیہ السلام کے دور میں ایک جماعت نے آپؑ کے خلاف خروج کیا ، دینی رہنما و رہبر امیرالمومنین، حضرت علی علیہ السلام اور صحابہ و تابعین نے خوارج سے جنگ کی لیکن اس کے باوجود علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور دیگر صحابہ (یہاں اشارہ سعد ابن ابی وقاص کی طرف ہے) نے ہرگز انہیں کافر نہیں کہا ، اس لئے کہ خوارج سے مسلمانوں کی جنگ ظلم و ستم کو ختم کرنے اور ان کی بغاوت کو روکنے کے لئے تھی نہ کہ ان کے کفر کی وجہ سے ، اسی لئے اصحاب نے خوارج کے ساتھ جنگ کرنے میں کفار سے جنگ کے قوانین کو اجراء نہیں کیا ، بلکہ فرماتے ہیں :

"فقاتلھم لدفع ظلمھم لا لانھم کفار ولھذا لم یسب حرمیھم ولم یغنم اموالھم" ۲۵

۱۱۔ ابن قیم جوزی

ابن قیم جوزی (سنہ وفات ۷۵۱ ھ) وہابیوں کی نظر میں دوسرے درجہ کے صاحب علم و فن اور ابن تیمیہ کے شاگرد اپنی کتاب " الطرق الحکمیۃ میں" لکھتے ہیں:

"الفاسق باعتقاده اذا كان متحفظا في دينه فان شهادته مقبولة وان حكمنا بفسقه--- لا نكفرهم كاهل الاهواء كالرافضة والخوارج والمعتزلة"۔ ۲۶

جب بھی کوئی فاسق جو اپنے دین میں احتیاط سے کام لیتا ہو، گواہی دے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی گرچہ وہ فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے بعد کہتے ہیں: ہم خواہشات نفس کی پیروی کرنے والوں، روافض، خوارج اور معتزلہ کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

۱۲۔ شیخ الاسلام سبکی شیخ الاسلام تقی الدین سب کی (متوفی ۷۵۴ ھ) کہتے ہیں:

"ایک ایسے مرد مومن کو کافر کہنا بہت مشکل ہے، جس کے دل میں نور ایمان ہو، اسی طرح ایسے بدعت گزاروں کو بھی کافر کہنا بہت خطرناک ہے جو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ" پڑھتے ہیں"۔ ۲۷

۱۳۔ فضل بن شاذان اور تکفیر کا مسئلہ

وہ ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں جنہوں نے شیعوں پر ستم کئے ہیں: یہ جماعت جنہیں تم لوگ " رافضی" کہتے ہو اگر انہیں دنیا کا سارا سونا اور چاندی دے دیا جائے تاکہ کسی ایک فرد مسلمان کا خون بہادیں تو وہ ہرگز ایسا نہیں کرنے والے مگر یہ کہ وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جیسے امام کے رکاب میں ان کے حکم سے جہاد کررہے ہوں"۔ ۲۸

۱۴۔ نجف کے فقیہ صاحب جواہر فرماتے ہیں:

" وہ شخص جو اپنے مخالف کو کافر کہتا ہے اس نے متواتر حدیثوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فتویٰ دیا ہے بلکہ اس نے سیرہ قطعی (یعنی کلمہ شہادتین پڑھتے ہی انسان کا مسلمان ہوجانا متشرعین اور دینداروں کی مسلم سیرت رہی ہے) کے خلاف عمل کیا ہے، کلمہ شہادتین کا اقرار کرتے ہی ان کے خون محترم، ان کے نکاح شرعی اور ان کے قانونی وارث ہوجائیں گے"۔ ۲۹

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

" مخالفین کا کافر نہ ہونا بالضرورہ ثابت ہے اس لئے کہ اس مسئلہ کی طرفداری میں سیرۂ قطعی اور نقلی دلیلیں (قرآنی آیات وروایات) موجود ہیں"۳۰

۱۵۔ شیخ انصاری فرماتے ہیں:

" شیعہ فقہاء کے درمیان مشہور ہے کہ ولایت کے مخالفین پاک ہیں اس لئے کہ اس مسئلہ پر نص اور فقہاء کا اجماع موجود ہے ، اس کے علاوہ سیرت چلی آ رہی ہے کہ اس طرح کے مسلمان پاک ہیں اسی لئے ہمارے ائمہ علیہم السلام اور ان کے چاہنے والے برابر ان کے ساتھ نشست و برخاست کیا کرتے رہے ہیں"۔ ۳۱

۱۶۔ امام خمینیؒ

جو بات روایتوں کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کلمہ شہادتین کا اقرار عین اسلام ہے ، اس لیے جو بھی کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرے تو اس پر اسلام کے تمام احکام جاری ہوں گے"۔ ۳۲

۱۷۔ آیت اللہ خوئی

"اسلام کے مسلمات کا انکار کفر اور منکر کی نجاست کا باعث ہے ، جیسے کہ کوئی شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کرےاور اس عقیدے کے ساتھ انکار کرے کہ جس کا وہ انکار کر رہا ہے وہ دین کا حصہ ہے لیکن اگر یہ شرط پوری نہ ہوتو اسے کافر نہیں کہا جائے گا لہٰذا ائمہ علیہم السلام کی ولایت کے مخالفین گرچہ امامت کے منکر ہیں لیکن انہیں یقین نہیں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی کوئی بات کہی ہے ، اسی لئے ان کا انکار کفر کا باعث نہیں ہے ، اس لئے کہ امامت گرچہ شیعہ مذہب کے مسلمات اور لوازم میں سے ہے لیکن دین اسلام کی ضروریات میں سے نہیں ہے"۔ ۳۳

ہم مذکورہ شیعہ فقہاء کے اقوال کو نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اس لئے کہ وہ تشیع کے ستون ہیں ۔

اسلامی فرقوں کے ساتھ میل جول رکھنا ائمہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے نقل ہونے والی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے اپنے مخالفوں کو مسلمان کہا ہے اور ہمیشہ اپنے چاہنے والوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کریں۔

۱۔ عبداللہ بن سنان امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" اوصیکم بتقوی اللہ عزوجل ولا تحملوا الناس" (روایتوں کی تعبیر میں "الناس" ۳۴؎ سے مراد اہل سنت ہیں) علی اکتافکم فتذلوا ان اللہ تبارک و تعالی ، یقول فی کتابہ: و قولوا للناس حسنا ثم قال عودوا مرضاھم واشھدوا جنائزھم واشھدوا لھم و علیھم و صلوا معھم فی مساجدھم "۔ ۳۵؎ میں تمہیں تقوائے الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور ہرگز لوگوں کو اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دو ورنہ ذلیل وخوار ہوجاؤگے انہیں اپنی اطاعت پر مجبور نہ کروکہ اس کام سے رسوا ہوجاؤگے ، لوگوں کے مریضوں کی عیادت کرو ، ان کے جنازوں کی تشییع کرو اور ان کے نفع و نقصان کی گواہی دو اور ان کی مسجدوں میں نماز پڑھو۔

۲۔ زید شحام امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا:

"یا زید خالقوا الناس باخلاقھم صلوا فی مساجدھم و عودوا مرضاھم واشھدوا جنائزھم و ان استطعتم ان تکونوا الائمة والموذنین فافعلوا فانکم اذا فعلتم ذلک قالوا: ھولاء الجعفریة رحم اللہ جعفرا ما کان احسن ما یودب اصحابہ و اذا ترکتم ذلک قالوا: ھولاء الجعفریة فعل اللہ بجعفر ما کان اسوا ما یؤدب اصحابہ"۔ ۳۶؎

لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ ، ان کی مسجدوں میں نماز پڑھو، ان کے بیماروں کی عیادت کو جاؤ ، ان کے جنازوں کی تشییع کرو اور اگر ہوسکے تو نماز میں ان کے امام یا ان کے مؤذن بنو،لہٰذا اگر تم نے اس طرح ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ لوگ کہیں گے : خدا جعفر بن محمد پر رحم کرے کہ انہوں نے اپنے چاہنے والوں کی کتنی اچھی تربیت کی ہے لیکن اگر تم نے ہماری باتوں پر کان نہیں دھرا تو لوگ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے خلاف میرے سلسلہ میں کہیں گے ۔

۳۔ اسحاق بن عمار کہتے ہیں :امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

" یا اسحاق اتصلی معھم فی المسجد؟ قلت: نعم، صلّ معھم فان المصلی معھم فی الصف الاوّل ، کالشاھر سیفہ فی سبیل اللہ "۔ ۳۷؎

اے اسحاق !کیا تم ان لوگوں کے ساتھ ان کی مسجدوں میں نماز پڑھتے ہو ، میں نے کہا: ہاں ، فرمایا :اسی طرح ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہو اور جو بھی انکے ساتھ پہلی صف میں رہ کر نماز پڑھے گویا وہ خدا کی راہ میں جہاد کررہا ہے۔

۴۔ حلبی امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"من صلی معھم فی الصف الاوّل کان کمن صلی خلف رسول اللہ"۔ ۳۸

جو بھی ان کے ساتھ پہلی صف میں کھڑا ہوکر نماز ادا کرے گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی ہو۔

ہم انہیں چند روایتوں کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور ان روایتوں کی کوئی کمی نہیں ہے جن میں ائمہ معصومین علیہم السلام نے اپنے چاہنے والوں کو امامت کا انکار کرنے والوں کے ساتھ دینی بھائیوں کے جیسا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا ہم نے یہاں پر بے شمار روایتوں میں صرف بعض کو بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے ۔

حوالے:

۱۔ سجستانی ، سنن ابی داود ، ج ۲، ص۴۰۹ ش ۴۶۸۷

۲۔''نیشاپوری ، صحیح مسلم ، ج ا، ص ۵۶، کتاب الایمان ، باب" من قال لاخیہ المسلم کافر۔۔۔"

۳۔"القرطبی، التمہید ، ج ۱۷ص ۲۲

۴۔ نیشاپوری ، صحیح مسلم ، ج ا، ص ۵۶، کتاب الایمان ، باب"من قال لاخیہ المسلم یاکافر" ابن حنبل مسند احمد، ج ۲، ص ۱۸و۶۰ و۱۱۲

۵۔ سورہ نساء ، آیت ۴۸

۶۔ بخاری ، صحیح بخاری ، ج ا، ص ۱۳ ،کتاب الایمان ، باب "المعاصی من امر الجاھلیۃ۔۔۔"

۷۔ ترمذی، سنن ترمذی ج ۴، ص ۱۳۲کتاب الایمان

۸۔ بخاری ، صحیح بخاری ، ج ۷، ص ۸۴، کتاب الادب ، ابن حنبل ، مسند احمد ، ج ۵، ص ۱۸۱

۹۔ نیشاپوری ، صحیح مسلم ، ج ا، ص ۵۷ کتاب الایمان

۱۰۔ ابن حجر عسقلانی ، فتح الباری ، ج۱۰، ص۳۹۹-۳۸۸

۱۱۔ بیہقی ، السنن الکبری ، ج ۸، ص ۱۷۳

۱۲۔ طبرانی ، المعجم الکبیر ، ج ۱۲، ص ۲۱۱
۱۳۔ طبرانی ، المعجم الاوسط ، ج ۷، ص ۲۳۰
۱۴۔ ابن حزم ، الفصل فی الملل والاھواء والنحل ، ج ۲، ص ۲۶۷
۱۵۔ شعرانی ، الیواقیت والجواہر ، ص ۵۰
۱۶۔ بغوی ، شرح السنۃ ، ج ۱، ص ۹۶
۱۷۔ قاضی عیاض ، الشفاء ، ص ۲۷۸
۱۸۔ شہرستانی ، نہایۃ الاقدام فی علم الکلام ، ص ۴۷۲
۱۹۔ ابن عساکر ، تبیین کذب المفتری ، ص ۴۵۰
۲۰۔ غزنوی، اصول الدین ص ۳۰۱، ۳۰۴
۲۱۔ فخر رازی ، محصل افکار المتقدمین والمتاخرین ، ص ۳۵۰
۲۲۔ شرح نووی بر صحیح مسلم ، ج ۱، ص ۱۳۴
۲۳۔ ابن تیمیہ ، مجموع الفتاوی ، ج ۳، ص ۲۸۳
۲۴۔ بخاری ، صحیح ، ج ۱، ص ۲۴و۲۵
۲۵۔ ابن تیمیہ ، مجموع الفتاوی ، ج ۳، ص ۲۷۸۔۲۹۲
۲۶۔ ابن قیم ، جوزی ، الطرق الحکمیۃ ، ص ۱۴۶۔۱۴۷ طریق السادس عشر، الحکم، بشہادۃ الفساق
۲۷۔ شعرانی ، الیواقیت والجواہر ، ص ۵۳۰
۲۸۔ ابن شاذان ، الایضاح ، ص ۲۰۸
۲۹۔ نجفی ، جواہر الکلام ، ج ۴، ص ۸۳
۳۰۔ نجفی ، جواہر الکلام ، ج ۳۰ص ۹۷
۳۱۔ شیخ انصاری ، کتاب طہارت ، ج ۲، ص ۳۵۱
۳۲۔ امام خمینی ، کتاب طہارت ، ج ۳، ص ۳۱۷و۳۳۵
۳۳۔ خوئی ، کتاب طہارت ، ج ۲، ص ۸۶
۳۴۔ در تعبیر روایات مراد اہلسنت ہے۔
۳۵۔ البرقی ، المحاسن ، ج ۱، ص ۱۸، حر عاملی ، وسائل الشیعہ ، ج ۸، ص ۳۰۱
۳۶۔ صدوق ، من لایحضرہ الفقیہ ، ج ۱، ص ۳۸۳
۳۷۔ الطوسی ، تہذیب الاحکام ، ج ۳، ص ۲۷۲
۳۸۔ صدوق ، من لایحضرہ الفقیہ الکلینی ، کافی ، ج ۳، ص ۳۸۰

منابع

۱۔ قرآن کریم

۲۔ ابن حزم ، الفصل فی الملل والاھواء والنحل ، دار الکتب العلمیہ ، (بی تا)

۳۔ ابن حنبل ، مسند احمد ، دار صادر ، بیروت ،۱۴۰۵ ق

۴۔ ابن عساکر ، تبیین کذب المفتری ، دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۰۴ ق

۵۔ ابن قیم جوزیہ ، الطرق الحکمیۃ ، مکتبۃ دار البیان ، بیروت ۱۴۰۷

۶۔ بخاری ، محمد ابن اسماعیل ، صحیح بخاری ، دار الفکر ، بیروت ۱۴۱۳،ق

۷۔ حر عاملی ، وسائل الشیعہ ، موسسہ آل البیت ، قم ۱۴۰۱،ق

۸۔ خوئی ، سید ابو القاسم ، کتاب طہارات ، موسسہ آل البیت ، قم ۱۴۰۱،ق

۹۔ سجستانی ، سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داود ، انتشارات دار الفکر ، بیروت ۱۴۰۷،ق

۱۰ ۔ صدوق محمد بن علی ابن بابویہ ، من لایحضرہ الفقیہ ، جامعہ مدرسین قم ، (بی تا)

۱۱ ۔ طبرانی ، المعجم الاوسط ، دار الحرمین ، ریاض ۱۴۱۵،ق

۱۲ ۔ طبرانی ، المعجم الکبیر ، دار احیاء التراث ، (بی تا)

۱۳ ۔ طوسی ، محمد بن حسن ، تہذیب الاحکام ، دار الکتب الاسلامیۃ ، تہران ، ۱۴۰۷،ق

۱۴ ۔ عسقلانی ، ابن حجر ، فتح الباری ، دار المعرفۃ ، بیروت ، (بی تا)

۱۵ ۔ غزنوی ، اصول الدین ، دار البنائر الاسلامیۃ ، بیروت ۱۴۱۹،ق

۱۶ ۔ قرطبی ، ابن عبد اللہ ، التمہید ، انتشارات اوقاف ، مغرب ۱۳۸۷ق

۱۷ ۔ کلینی ، محمد بن یعقوب ، کافی ، دار الکتب الاسلامیۃ ، تہران ۱۴۰۷ ، ق

۱۸ ۔ متقی ہندی ، علاء الدین ، کنز العمال ، انتشارات مؤسسہ الرسالہ ، بیروت ۱۴۱۲ ق

۱۹ ۔ نبوی ، شرح السنۃ ، دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۱۴ ، ق

۲۰ ۔ نجفی ، شیخ محمد حسن ، جواہر الکلام ، در الکتب الاسلامیۃ ، تہران ، ۱۴۰۲ق

۲۱ ۔ نیشاپوری ، مسلم ، صحیح مسلم،انتشارات دار الفکر ، بیروت (بی تا)